فتاویٰ امن پوری (قسط۱۲۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): سب سے پہلے اذان کس نے دی؟

(جواب): سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اسلام کے پہلے مؤذن مقرر ہوئے، آپ نے ہی نماز کے لیے سب سے پہلے اذان کہی۔

❀ سیدنا عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کی غرض سے ناقوس بجانے کا حکم دیا، تو میں نے خواب میں ایک آدمی کو ہاتھ میں ناقوس پکڑے دیکھا اور اسے کہا: اللہ کے بندے! اسے فروخت کرو گے؟ اس نے پوچھا: آپ اسے کیا کریں گے؟ میں نے کہا: ہم اس کے ذریعے نماز کے لیے بلایا کریں گے، اس نے کہا: میں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں، میں نے کہا: ضرور بتائیں! اس نے کہا: یوں کہا کریں: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ پھر اس نے تھوڑی دور جا

کر کہا: **اقامت یوں کہیں**: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ صبح ہوئی، تو میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب بیان کیا، فرمایا: ان شاء اللہ! یہ سچا خواب ہے، بلال (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کھڑے ہو جایئے اور جو کچھ آپ نے دیکھا ہے، انہیں بتاتے جائیں، وہ اذان دیں گے، کیوں کہ ان کی آواز آپ سے بلند ہے۔ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا ہو کر انہیں بتاتا جاتا اور وہ اذان دیتے جاتے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں یہ کلمات سنے، تو (جلدی سے) اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے باہر تشریف لائے اور کہنے لگے: اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے! اللہ کے رسول! میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 43/4، سنن أبي داوٗد : 499، سنن التّرمذي : 189، سنن ابن ماجه : 706، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ **نے ''حسن صحیح''، امام بخاری** رحمہ اللہ **(السنن الکبریٰ للبیهقي: ۱/۳۹۹)، امام ابن خزیمہ** رحمہ اللہ **(۳۷۱)، امام ابن حبان** رحمہ اللہ **(۱۶۷۹) اور امام ابن الجارود** رحمہ اللہ (۱۵۶) نے ''صحیح'' کہا ہے، نیز حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع شرح المهذب: ۳/ ۸۲) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

سوال: کیا سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بھی مؤذن تھے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن صحابہ کو اذان کے لیے مقرر کیا، ان میں سے سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

❁ سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان سکھائی اور فرمایا:

مُدَّ مِنْ صَوْتِكَ . ''آواز بلند کیجیے۔''

(سنن أبي داوٗد : ٥٠٣، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: اذان دوہری ہے یا اکہری؟

جواب: اذان دوہری اور اکہری دونوں طرح جائز ہے، جب اذان دوہری ہوگی، تو اقامت بھی دوہری ہوگی اور جب اذان اکہری ہوگی، تو اقامت بھی اکہری ہوگی۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ .

''سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہنے کا حکم دیا گیا۔''

(صحيح البخاري : 603، صحيح مسلم : 378)

❁ سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اذان کے انیس (١٩) کلمات اور اقامت (تکبیر) کے سترہ (١٧) کلمات سکھلائے، اذان کے کلمات یہ ہیں: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ

أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه

اور اقامت کے کلمات یہ ہیں: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

(صحيح مسلم: 379، المنتقي لابن الجارود: 162)

❁ ***سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:***

كَانَ الْأَذَانُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَالْإِقَامَةُ وَاحِدَةً غَيْرَ أَنَّهٗ إِذَا قَالَ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ ثَنّٰى بِهَا فَإِذَا سَمِعْنَاهَا تَوَضَّأْنَا وَخَرَجْنَا إِلَى الصَّلَاةِ.

''نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں اذان کے کلمات دو دو بار تھے اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار تھے، البتہ «قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ» دو بار کہا جاتا تھا، ہم اقامت سن کر وضو کرتے اور نماز کے لیے آتے۔ ابو محمد کہتے ہیں: ابو مثنٰی کا نام مسلم بن مہران ہے وہ کوفہ کی مسجد کے مؤذن تھے۔''

(مسند الإمام أحمد : 87/2، سنن أبي داوٗد : 510، سنن النّسائي : 629، وسندهٗ حسنٌ والحديث صحيحٌ بشواهدہٖ)

اس حدیث کوامام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۷۴)،امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۶۷۴)اورامام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۶۴) نے ''صحیح'' کہاہے،امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۱۹۷،۱۹۸) نے ''صحیح الاسناد'' کہاہے،حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

دہری اذان مسنون ومشروع ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو یہی اذان سکھائی تھی۔(مسلم:۳۹۷)

ترجیع والی اذان کواحناف مکروہ سمجھتے ہیں۔

❁ حدیث ابی محذور رضی اللہ عنہ کے متعلق حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں امام مالک،امام شافعی،امام احمد رحمہم اللہ اور جمہور علما کے مذہب پر بین اورواضح دلیل موجود ہے کہ دوہری اذان ثابت اورمشروع ہے۔''

(شرح مسلم : 81/4)

❁ علامہ سندھی حنفی(۱۱۳۸ھ) لکھتے ہیں:

''سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کا قول:''پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الفاظ دہرائیے اورآواز کچھ بلند کیجئے۔'' صراحت کررہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترجیع کاحکم دیا تھا۔علم حدیث کی معرفت رکھنے والے جانتے ہیں کہ ائمہ احناف کا یہ خیال کہ سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم کے لئے سکھائے گئے الفاظ کوترجیع سمجھ لیا تھا، درست نہیں۔ راجح قول کے مطابق دونوں صورتیں جائز ہیں۔''

(حاشية السّندهي على سنن ابن ماجه :242/1)

❀ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

''اس میں شک نہیں کہ مکہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کے دور تک اذان ترجیع کے ساتھ ہی جاری رہی۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی ترجیع والی اذان اسی لیے اختیار کی۔ اس کا نہ انکار ممکن ہے، اور نہ اس کی تاویل درست ہے، کیونکہ اذان تو منبر و مینار پر دی جاتی ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ ترجیع والی اذان میں صرف افضلیت وعدم افضلیت کا اختلاف ہے۔''

(فيض الباري : 204/2)

❀ علامہ محمد یوسف بنوری دیوبندی صاحب (۱۳۹۷ھ) لکھتے ہیں:

''حاصل کلام یہ ہے کہ ترجیع والی اذان کو مکروہ کہنا درست نہیں۔''

(مَعارف السّنن : 178/2)

❀ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''ترجیع چونکہ یقینی طور پر ثابت ہے، اس لیے اس کو مکروہ کہنا کسی طرح قرین انصاف نہیں۔'' (قاموس الفقہ، جلد۲، ص۴۵۴)

سوال: کیا آسیب زدہ شخص کے سامنے اذان کہنا مفید ہے؟

جواب: جس انسان میں جن وغیرہ داخل ہو جائے، اس کے پاس اذان کہی جائے، تو جن بھاگ جاتا ہے، کیونکہ اذان کی آواز سن کر جن ہوا خارج کرتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ، وَلَهُ ضُرَاطٌ، حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا قَضَى النِّدَاءَ أَقْبَلَ .

''جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے، تو شیطان پاد مارتے ہوئے اتنی دور

بھاگتا ہے، جہاں اسے اذان سنائی نہ دے، جب اذان مکمل ہوتی ہے، تو واپس لوٹ آتا ہے۔''

(صحيح البخاري : 608، صحيح مسلم : 389)

❀ امام ابوعوانہ رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا أَحَسَّ بِالْغُولِ أَوْ أَشْرَفَ عَلَى الْمَصْرُوعِ، ثُمَّ أَذَّنَ ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ مِنْ ذٰلِكَ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ جب کوئی آدمی جن بھوت محسوس کرے یا کسی ایسے شخص کے قریب ہو، جس میں جن داخل ہو گیا ہو، پھر وہ (اس کے قریب) اذان دے، تو جن بھوت کا اثر جاتا رہے گا۔''

(مستخرج أبي عوانة، تحت الحديث : 977)

(سوال): کیا اذان اور اقامت کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے؟

(جواب): اذان اور اقامت کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الدَّعْوَةُ لَا تُرَدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ، فَادْعُوا .

''اذان اور اقامت کے دوران دعا رد نہیں ہوتی، لہٰذا اس گھڑی دُعا کیا کریں۔''

(مسند الإمام أحمد : 225/3؛ وسندهٔ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (427) نے ''صحیح'' کہا ہے، اس کے مزید شواہد بھی موجود ہیں، ملاحظہ ہو:

(مسند الإمام أحمد : 172/2)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا، قَالَ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الْمُوَذِّنِينَ يَفْضُلُونَنَا، فَقَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : قُلْ كَمَا يَقُولُونَ فَإِذَا انْتَهَيْتَ فَسَلْ تُعْطَهْ .

''کسی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! موذن ہم سے فضیلت لے گئے، فرمایا: آپ بھی وہی کلمات دہرائیں جو موذن کہہ رہا ہے، اذان کے بعد جو بھی دعا کریں، اللہ آپ کو عطا کرے گا۔''

(سنن أبي داود : 524؛ وسندهٔ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (1695) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ، اَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ، وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِينَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا .

''دو دعائیں رد نہیں ہوتیں یا اگر ہوتی ہیں، تو بہت کم:

① اذان کے وقت دعا۔ ② لڑائی کے وقت جب وہ خوب زوروں پر ہو۔''

(سنن أبي داود : 2540؛ سنن الدّارمي : 1023؛ المُعجَم الكبير للطَّبَراني : 135/6؛ ح : 5756؛ وسندهٔ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (1065) اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (419) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (113/2) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے روایت کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(سوال): کیا اذان فجر میں الصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے؟

(جواب): اذان فجر میں یہ اضافہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مِنَ السُّنَّةِ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ : حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ : الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ .

''سنت سے ثابت ہے کہ جب مؤذن اذانِ فجر میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے، تو اس کے بعد دو مرتبہ الصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہے۔''

(سنن الدّارقطني :243/1، السّنن الكبرٰى للبيهقي :423/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۸۶) اور حافظ ضیاء مقدسی رحمہ اللہ (۲۵۹۸) نے ''صحیح'' کہا ہے، جبکہ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

یاد رہے کہ جب کوئی صحابی کسی حدیث میں مِنَ السُّنَّةِ کے الفاظ کہے، تو وہ حدیث بالاتفاق مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے، ثابت ہوا کہ عہد نبوی میں الصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ اذانِ فجر میں کہے جاتے تھے۔

تنبیہ:

مصنف ابن ابی شیبہ (۱/۱۸۹) میں ''انس'' کی تصحیف ''لیس'' سے ہوگئی ہے۔

❁ یہ الفاظ خود نبی اکرم ﷺ نے سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو سکھائے تھے۔

(سنن أبي داوٗد :501، سنن النّسائي : 634، وسندهٗ حسنٌ، والحديث صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۸۵) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ حازمی نے امام

ابوداؤد، امام ترمذی اور امام نسائی رحمہم اللہ کی شرط پر ''حسن'' کہا ہے۔

(الاعتبار : 69-70)

عثمان بن سائب جمحی اور اس کا باپ السائب جمحی دونوں ''حسن الحدیث'' ہیں، امام ابن خزیمہ اور امام ابن حبان رحمہما اللہ نے ان کی توثیق کی ہے۔

✿ علامہ عبداللہ بن محمود بن مودود موصلی حنفی رحمہ اللہ (۶۸۳ھ) فرماتے ہیں:

تَوَارَثَتْهُ الْأُمَّةُ مِنْ لَدُنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک یہ عمل امت میں موروثی چلا آرہا ہے۔''

(الاختیار لتعلیل المُختار :43/1)

تنبیہ:

الصلاۃ خیر من النوم کے الفاظ اذان فجر میں کہے جائیں گے، بعض اہل علم کی رائے ہے، یہ اذان سحری میں کہے جائیں، یہ مرجوح رائے ہے، کیونکہ رات کی اذان کو اذان فجر یا اذان الغداۃ نہیں کہتے۔ اس پر مزید دلائل بھی ہیں۔

(سوال): بعض کہتے ہیں کہ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کا اضافہ عہد فاروقی میں کیا گیا، اس کی کیا حقیقت ہے؟

(جواب): یہ اضافہ عہد نبوی سے ہے۔

✿ موطا امام مالک میں روایت ہے:

إِنَّهٗ بَلَغَهٗ أَنَّ الْمُؤَذِّنَ جَاءَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُؤْذِنُهٗ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَوَجَدَهٗ نَائِمًا، فَقَالَ : الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، فَأَمَرَهٗ

عُمَرُ أَنْ يَجْعَلَهَا فِي نِدَاءِ الصُّبْحِ .

''(امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں) ان کو یہ بات پہنچی کہ مؤذّن سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کونماز صبح کی اطلاع دینے آیا، اس نے آپ کو سویا ہوا پایا تو کہا: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (نماز نیند سے بہتر ہے)، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے حکم دے دیا کہ صبح کی اذان میں یہ کلمات پڑھا کرے۔''

(المؤطّأ للإمام مالك :72/1)

اس روایت کو بنیاد بنا کر یہ باور کرایا جاتا ہے کہ اذان میں ان الفاظ کا اضافہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا ہے، لیکن یہ قطعاً غلط بات ہے، کیونکہ اس روایت کی سند ''ضعیف'' ہے، امام مالک رحمہ اللہ تک یہ بات پہنچانے والا نامعلوم ہے! شریعت نے ہمیں نامعلوم اور ''مجہول'' لوگوں کی روایات قبول کرنے کا مکلّف نہیں ٹھہرایا، بلکہ جن سے اللہ کا دین لیں، ان کا اپنا دین بھی ہمیں معلوم ہونا ضروری ہے۔

❁ دوسری روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اچھا جانا اور مؤذّن سے کہا: أَقِرَّهَا فِي أَذَانِكَ . ''یہ الفاظ اذان میں برقرار رکھیے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :208/1)

سند ضعیف ہے، اسماعیل ''مجہول'' ہے، لہٰذا دونوں روایتیں مردود اور ناقابل حجت ہوئیں۔

ثابت ہوا کہ اذانِ فجر میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ سنت سے ثابت ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مؤذّن سے فرمایا تھا کہ جب وہ فجر کی اذان میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ پر پہنچے، تو الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہے۔

(سنن الدّارقطني :250/1، ح : 935، وسندهٗ حسنٌ)

عمر رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ اپنی طرف سے نہیں کہے، بلکہ سنت کی پیروی میں کہے تھے۔
سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہ الفاظ اذان میں کہنا ثابت ہیں۔

(مصنّف ابن أبي شيبة :208/1، وسندہٗ صحيحٌ)

امام عروہ بن زبیر (مصنف بن ابی شیبہ : ۱/ ۲۰۷، وسندہ صحیح)، امام محمد بن سیرین (مصنف بن ابی شیبہ : ۱/ ۲۰۷، وسندہ صحیح) اور امام سفیان ثوری رحمہم اللہ (الصلاۃ لابی نعیم : ۲۴۸) اذان فجر میں ان کلمات کے قائل تھے۔

❁ اسود بن یزید رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ سَمِعَ مُؤَذِّنًا يَقُولُ فِي الْفَجْرِ : الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، فَقَالَ : لَا يَزِيدُونَ فِي الْأَذَانِ مَا لَيْسَ مِنْهُ .

''آپ رحمہ اللہ نے ایک مؤذن کو فجر کی اذان میں ''الصلاۃ خیر من النوم'' کہتے سنا، تو فرمایا: صحابہ کرام اذان میں اضافہ نہیں کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :208/1)

سند سخت ضعیف ہے، حکیم بن جبیر ضعیف ومتروک ہے، عمران بن جعد مجہول ہے۔

❁ طاؤس بن کیسان رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے:

إِنَّ أَوَّلَ مَنْ ثَوَّبَ فِي الْفَجْرِ بِلَالٌ عَلٰى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ كَانَ إِذَا قَالَ : حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ : الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ .

''سب سے پہلے اذانِ فجر میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عہد ابی بکر میں الصلاۃ خیر من النوم کہا، آپ رضی اللہ عنہ جب حی علی الفلاح کہتے، تو دو مرتبہ الصلاۃ خیر من النوم کہا کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 270/7)

سند ضعیف ہے، طاؤس بن کیسان نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، لہٰذا یہ قول مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

سوال: کیا اذان کے کلمات میں تقدیم وتاخیر جائز ہے؟

جواب: کلمات اذان میں تقدیم وتاخیر جائز نہیں، ترتیب ضروری ہے۔

سوال: کیا نابالغ بچہ اذان کہہ سکتا ہے؟

جواب: جب نابالغ امامت کرا سکتا ہے، تو اذان بالاولی کہہ سکتا ہے۔

سوال: مؤذن کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: مؤذنین کے بے شمار فضائل صحیح احادیث میں ثابت ہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ، لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا .

''لوگ پہلی صفوں اور اذان کا اجر جان لیں تو اس کے لئے قرعہ اندازی کر گزریں گے، تپتی دوپہر میں نماز کا اجر جان لیں تو دوڑتے ہوئے آیا کریں اور اگر نماز فجر اور نماز عشاء کا ثواب جان لیں تو ہر صورت نماز کو حاضر ہوں گے، بھلے گھسٹ کر ہی کیوں نہ آنا پڑے۔''

(صحيح البخاري : 615؛ صحيح مسلم : 437)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا اتنی دور چلا جاتا ہے، جہاں سے اذان کی آواز سنائی نہ دے سکے، پھر اذان ختم ہوتے ہی واپس آجاتا ہے، تکبیر کہی جاتی ہے تو دور چلا جاتا ہے، تکبیر ختم ہوتی ہے تو واپس آکر نمازیوں کے ذہن میں طرح طرح کے خیالات ڈالتا ہے کہ تم فلاں چیز کے بارے میں سوچو، فلاں کو یاد کرو اور ایسی سوچیں لاتا ہے جو پہلے ذہن میں نہیں تھیں، نمازی انہی سوچوں میں گم ہو جاتا ہے، حتی کہ اسے یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعات ادا کی ہیں۔''

(صحيح البخاري : 608؛ صحيح مسلم : 389)

❁ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

الْمُؤَذِّنُونَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''روز قیامت موذنوں کی گردنیں سب سے لمبی ہوں گی۔''

(صحيح مسلم : 387)

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ، جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ، إِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''جن وانس بلکہ تمام چیزیں جو موذن کی آواز سنتی ہیں، روزِ قیامت اس پر

گواہی دیں گی۔‘‘

(صحيح البخاري : 609)

اذان کے فضائل میں اور بھی بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

سوال: قبر پر اذان کا کیا حکم ہے؟

جواب: قبر پر اذان اسلاف امت سے ثابت نہیں، یہ بعد والوں کا جاری کردہ عمل ہے، لہٰذا دفن کے بعد قبر پر اذان کہنا بدعت ہے، احادیث میں اس کی اصل نہیں اور نہ صحابہ کرام، تابعین عظام، ائمہ دین اور سلف صالحین کے زمانہ ہی میں اس کا وجود ملتا ہے۔

اگر یہ نیکی کا کام ہوتا یا میت کے لئے نفع مند ہوتا تو صحابہ ضرور ایسا کرتے، کیونکہ وہ سب سے بڑھ کر قرآن وسنت کے معانی، مفاہیم ومطالب اور تقاضوں کو سمجھتے اور ان کے مطابق اپنی زندگیاں گزارتے تھے۔

ائمہ اربعہ سے بھی اس کا جواز یا استحباب منقول نہیں، احناف کی امہات الکتب میں تو اس کا ذکر ہی نہیں ملتا البتہ بعض حنفی علماء نے اس کے عدم جواز کا فتوی دیا ہے اور اس کے بدعت ہونے پر صراحت کی ہے۔

❁ درِّ بحار میں ہے:

مِنَ الْبِدَعِ الَّتِي شَاعَتْ فِي بِلَادِ الْهِنْدِ الْأَذَانُ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ الدَّفْنِ .

’’ہندوستان میں عام ہونے والی بدعتوں میں سے ایک بدعت دفن کے بعد اذان کہنا بھی ہے۔‘‘ (منقول از جاء الحق: 318/1)

❁ محمود بلخی کہتے ہیں:

اَلْأَذَانُ عَلٰى قَبْرٍ لَيْسَ بِشَيْءٍ .

''قبر پر اذان کہنا کچھ نہیں ہے۔''

(منقول از جاء الحق: 318/1)

❁ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''میت کو قبر میں داخل کرتے وقت مروّج اذان سنت نہیں، حافظ ابن حجر مکی نے اس کے بدعت ہونے کی صراحت کی ہے اور فرمایا ہے کہ جس نے اسے بچے کے کان میں اذان دینے پر قیاس کرتے ہوئے اسے سنت سمجھا، تاکہ خاتمہ ابتدا سے مماثلت اختیار کر جائے، وہ درستی کو نہیں پہنچا۔''

(فتاویٰ شامی: 235/2، جاء الحق: 1/317-318)

سوال: کیا سیدنا آدم علیہ السلام نے جنت سے زمین پر اتر کر اذان کہی؟

جواب: سیدنا آدم علیہ السلام کا اذان کہنا ثابت نہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَزَلَ آدَمُ بِالْهِنْدِ فَاسْتَوْحَشَ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ فَنَادٰى بِالْأَذَانِ : اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، فَقَالَ لَهٗ : وَمَنْ مُحَمَّدٌ هٰذَا؟ فَقَالَ : هٰذَا آخِرُ وَلَدِكَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ .

''آدم علیہ السلام (جنت سے) ہندوستان میں اترے اور وحشت زدہ ہو گئے، پھر جبریل علیہ السلام اترے اور اذان کہی: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا تو آدم علیہ السلام نے کہا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟

جبریل نے کہا: آپ کی اولاد میں سے آخری نبی ہیں۔''

(حلية الأولياء للأصبهاني : 107/5، تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 437/7)

روایت ''ضعیف'' ہے۔علی بن بہرام بن یزید کوفی کی توثیق نہیں مل سکی، لہٰذا یہ مجہول الحال ہے۔(مجمع الزّوائد : 87/8)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ مَجَاهِيْلُ . ''اس روایت میں کئی مجہول ہیں۔''

(فتح الباري : 79/2)

سوال: اذان کا جواب کس طرح دیا جائے؟

جواب: اذان کے جواب میں وہی الفاظ دہرائیں جو موذن کہہ رہا ہے، البتہ حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہیں، الصلوۃ خیر من النوم کے جواب میں الصلوۃ خیر من النوم ہی کہیں گے۔اذان کے جواب سے فارغ ہو کر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھیں اس کے بعد دعا پڑھیں۔

❀ سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو اذان کے جواب میں یہ دعا پڑھتا ہے، روز قیامت اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ القَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَّهٗ .

''اے اللہ! اس دعوتِ کامل اور قائم ہونے والی نماز کے رب! تُو محمد (کریم ﷺ) کو خاص تقرب اور خاص فضیلت عطا کر اور انہیں اس مقام محمود

پر فائز فرما، جس کا تُو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔‘‘

(صحيح البخاري : 614)

❀ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’موذن کے جواب میں وہی کلمات دہرائیں جو وہ کہہ رہا ہے، پھر مجھ پر درود بھیجیں، جو مجھ پہ درود پڑھتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، درود کے بعد میرے لئے وسیلہ طلب کریں، الوسیلہ جنت کا ایک مخصوص مقام ہے جو اللہ کے کسی خاص بندے کو ہی نصیب ہوگا، امید ہے کہ وہ بندہ میں ہوں گا، سو اس کو میری شفاعت ضرور ملے گی جو میرے لئے وسیلہ طلب کرتا ہے۔‘‘

(صحيح مسلم : 384)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

’موذن «أَللّٰهُ أَكْبَرُ» کہے تو آپ بھی «أَللّٰهُ أَكْبَرُ» کہیں، «أَشْهَدُ اَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ» کہے تو آپ بھی «أَشْهَدُ اَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ» کہیں، «أَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ» تو «أَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ» کہیں، «حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ» کہے تو «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ» کہیں، «حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ» کہے تو «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ» کہیں، «أَللّٰهُ أَكْبَرُ» کہے تو «أَللّٰهُ أَكْبَرُ» کہیں، موذن «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ» کہے تو آپ بھی صدق دل سے «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ» کہیں۔ جنت میں داخل ہوں گے۔‘‘

(صحيح مسلم : 385)

❁ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''جس نے اذان کی آواز سنی اور یہ دعا پڑھی، اس کے گناہ معاف ہوجائیں گے:
اَشْهَدُ اَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ، رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُولًا، وَّبِالْإِسْلَامِ دِينًا .
''گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، میں اس عقیدے پر راضی ہوں کہ اللہ میرا رب، محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی اور اسلام میرا دین ہے۔''

(صحيح مسلم : 386)

ایک روایت کے الفاظ ہیں:
مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُوَذِّنَ : وَأَنَا اَشْهَدُ .
''جس نے اذان کی آواز سن کر کہا: میں گواہی دیتا ہوں۔''

(صحيح مسلم : 386)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:
إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَمِعَ الْمُوَذِّنَ يَتَشَهَّدُ، قَالَ : وَاَنَا، وَاَنَا .
''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موذن کو شہادتین کہتے ہوئے سنتے تو فرماتے: میں بھی گواہی دیتا ہوں، میں بھی گواہی دیتا ہوں۔''

(سنن أبي داوٗد : 526؛ السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 409/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (1683) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (204/1) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

سوال: کیا عورت اذان کہہ سکتی ہے؟

جواب: مسلمانوں کا متواتر ومتوارث عمل میں اذان مرد ہی دیتے رہے ہیں، لہٰذا نماز کے لیے عورت اذان نہیں کہے گی، یہ مرد کا وظیفہ ہے، البتہ اذان کا جواب دے گی۔

سوال: اذان کا استخفاف کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اذان شعار دین ہے۔ جانتے بوجھتے شعائر اسلام کا استخفاف کفر ہے، اذان کی توہین کرنے والا اگر تائب نہ ہو، تو وہ مرتد ہے، اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ ریاست اسلامیہ کا مذہبی فریضہ ہے۔

سوال: کیا نوافل کے لیے اذان کہی جا سکتی ہے؟

جواب: اذان پانچ فرض نمازوں کے لیے ہے، کسی نفل نماز کے لیے اذان نہیں۔ عیدین کی نمازیں اگرچہ فرض ہیں، مگر ان میں اذان مسنون نہیں۔

سوال: نماز وتر کے لیے اذان کہنا کیسا ہے؟

جواب: نماز وتر کے لیے اذان کہنا ثابت نہیں۔